درس ترمذی شریف
افادات: حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ
ضبط وترتیب : مولانا مفتی عبدالمنعم حقانی
معاون مفتی دارالافتاء جامعہ حقانیہ

اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال
جامع امام ترمذی کے ابواب البر والصلۃ کے درسی افادات

باب ما جاء فی البخل
بخل کا بیان

حدثنا أبو حفص عمرو بن علي ‘ثنا ابوداؤد ثنا صدقة بن موسىٰ ثنا مالك بن دينار عن عبدالله بن غالب الحداني عن ابي سعيد الخدري قال: قال رسول الله ﷺ: خصلتان لاتجتمعان في مؤمن: البخل وسوء الخلق” ...... وفي انباب عن ابي هريرة ...... هذا حديث غريب لانعرفه الامن حديث صدقة بن موسىٰ

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو خصلتیں ہیں کہ یہ دونوں کسی مومن میں جمع نہیں ہوسکتیں۔ ایک بخل اور دوسری بداخلاقی۔ اس باب میں حضرت ابوہریرہؓ سے بھی روایت ہوئی ہے۔ یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے صدقہ بن موسیٰ کی حدیث کے علاوہ کسی اور طریق سے نہیں پہچانتے۔

بخل کیا ہے؟ شرع کی اصطلاح میں انسان کے ذمہ جن مواقع میں مال خرچ کرنا شرعاً واجب ہے، ان مالی شرعی واجبات کو چھوڑنے کا نام بخل ہے۔ اور سخاء اس کی ضد ہے، گزشتہ باب میں سخاوت کا بیان تھا۔ اب اس کا منفی پہلو یعنی بخل کا بیان کیا جاتا ہے۔ گزشتہ باب میں سخاء کی فضیلت کے ضمن میں بھی بخل کی مذمت کی گئی تھی لیکن مزید وضاحت کی خاطر امام ترمذیؒ نے بخل کے مذموم ہونے کے بارے میں مستقل باب قائم کرکے اس باب میں تین روایات ذکر کی ہیں۔ پہلی روایت کا حاصل یہ ہے کہ بخل اور بداخلاقی مؤمن کی صفات میں سے نہیں ہیں۔ مؤمن کے ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ وہ اپنے آپ میں بخل اور بداخلاقی نہ ہونے دیں۔

خصلتان لاتجتمعان في مؤمن البخل وسوء الخلق: اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ دو صفتیں، بخل اور بداخلاقی، مومن میں جمع نہیں ہوسکتیں۔ اس کا مقصد یا تو یہ ہے کہ یہ دونوں خصلتیں کمال ایمان کے منافی ہیں۔ یعنی یہ دونوں خصلتیں جس میں موجود ہوں تو وہ کامل مومن نہیں ہے، اگرچہ نفس مؤمن وہ بھی ہے۔

○ یا اسکا مطلب یہ ہے کہ لاتجتمعان الخ لفظاً خبر ہے لیکن معنیً انشاء ہے۔ یعنی لاینبغی أن یجتمع البخل وسوء الخلق فی مومن مناسب نہیں ہے کہ کسی مومن میں بخل اور بداخلاقی جمع ہوں‘ یعنی مومن کو چاہیے کہ اپنے آپکو اس سے پوری طرح بچائے کہ کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ مؤمن بھی ہے اور بخیل بھی

○ یا مراد یہ ہے کہ یہ دو خصلتیں اپنے کمال اور انتہائی درجہ کے ساتھ کسی مومن میں جمع نہیں ہوسکتیں کہ کسی بھی وقت بخل اور بداخلاقی اس سے علیحدہ نہ ہو۔ یعنی بخل اس درجے کا اس میں موجود ہو کہ کسی بھی وقت کوئی بھی شرعی مالی فرض و واجب کو ادا نہ کرتا ہو۔ اور اس کو برا بھی نہ سمجھتا ہو تو پھر یہ درجہ بخل کا یقیناً ایمان کے ساتھ منافی ہے۔ اس درجہ کا بخیل مؤمن نہیں ہوسکتا۔ لیکن اگر کوئی آدمی ایسا ہو کہ بعض وقت بخل کرتا ہو اور بعض وقت نہ کرتا ہو بلکہ بعض مالی فرائض و واجبات کو ادا کرتا ہو‘ اسی طرح بعض وقت یا بعض امور میں بداخلاقی کرتا ہو لیکن اس پر دوام واصرار نہ کرتا ہو‘ یا اس کا نفس تو بخل اور بداخلاقی کی طرف اسے دعوت دیتا ہو لیکن وہ ان باتوں پر اپنے نفس کو ملامت کرتا ہو تو یہ شخص مؤمن ہے اور یہ اسی حدیث کا مصداق نہیں ہے۔

حدثنا احمد بن منیع ثنا یزید بن ھارون ثنا صدقة بن موسیٰ عن فرقد السبخی عن مرة الطیب عن ابی بکر الصدیق عن النبی ﷺ قال: "لایدخل الجنة خب و لابخیل و لامنان" ھذا حدیث حسن غریب

ترجمہ: حضرت ابوبکر صدیقؓ جناب رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: جنت میں داخل نہ ہوگا‘ دھوکہ باز‘ بخیل اور احسان جتلانے والا۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

<u>لایدخل الجنة خب الخ:</u> خب خاً کے فتح ساتھ ہے اور کسرہ خاً کے ساتھ بھی استعمال ہوتا ہے۔ اور اس کا معنی ہے خداع۔ یعنی دھوکہ باز اور زیادہ دھوکہ دینے والا۔ یعنی چالاک‘ چارسوبیس۔ لالچی‘ مکروفریب کرنے والا۔ دھوکہ دینے والا۔ یعنی اس کی فطرت میں دھوکہ اور خداع موجود ہے۔ کبھی کبھی ایسا دھوکہ باز آدمی ظاہر میں بڑا شیخ اور صوفی معلوم ہوتا ہے۔ تبلیغ بھی کرتا ہے۔ جہاد میں بھی جاتا ہے لیکن فطرت میں خداع اور دھوکہ دہی راسخ ہوتا ہے۔ جب بھی موقع پالیتا ہے سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دے کر انہیں نقصان پہنچاتا ہے۔ کبھی دھوکہ دے کر ان کا مال لوٹتا ہے کبھی انہیں جانی نقصان دیتا ہے۔

<u>و لابخیل و لامنان:</u> بخیل اور احسان جتانے والا آدمی بھی جنت میں نہ جائے گا۔ اس حدیث میں بھی یہ تفصیل ہے کہ اس قسم کے لوگوں کے متعلق جو یہ وعید ذکر ہے کہ وہ جنت میں داخل نہیں ہوں گے‘ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ دخول اولی کے ساتھ داخل نہیں ہوں گے۔ ہاں ان جرائم کی سزا پانے کے بعد داخل ہوسکیں گے۔ یا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ جنت میں داخل نہ ہوگا جب تک ان قبیح صفات میں سے کوئی صفت اس کے ساتھ لگی ہوئی ہو۔ اور

جب وہ اس قبیح صفت سے پاک ہو جائے یعنی یا تو دنیا میں اس سے توبہ کرکے پاک ہو جائے۔ یا آخرت میں اس کی مناسب سزا پانے کے بعد اس قبیح صفت سے پاک ہو جائے اور یا یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل واحسان سے اس کو معاف کرکے پاک صاف بنادے، تو اب جنت میں جانے کا مانع موجود نہ ہونے کی وجہ سے داخل ہوسکیں گے۔

اور یا اس کا مطلب یہ ہے کہ ذاتی طور سے خود ان قبیح صفات کا اثر تو یہ ہے کہ جنت میں داخل نہ ہو، لیکن یہ ذاتی خاصیت کبھی کبھی عوارض کی وجہ سے اثر انداز نہیں ہوسکتی۔ مثلاً کوئی خاص جڑی بوٹی کسی خاص مرض کا علاج ہوتی ہے لیکن عوارض کی وجہ سے تخلف ہوسکتا ہے۔ اس وجہ سے بعض دفعہ اس دوا کو استعمال کرنے کے باوجود مرض نہیں جاتا۔ اسی طرح ان قبیح صفات کا ذاتی اثر تو یہ ہے کہ ان کا متصف آدمی جنت میں داخل نہ ہوگا لیکن ہوسکتا ہے کہ ایمان و دیگر اعمال صالحہ کی وجہ سے ان کا یہ اثر ظاہر نہ ہوا اور ان صفات کے باوجود کوئی سبیل دخول جنت کا نکل سکے۔

و لا منان: یہ لفظ منۃ سے مأخوذ ہے اس اعتبار سے اس کا معنی ہے بہت احسان جتانے والا۔ یعنی جو آدمی فقراء کو کچھ صدقہ وخیرات دینے کے بعد ان پر احسان جتاتا ہو کہ گزشتہ سال تجھ کو اتنا دیا تھا وغیرہ تو اس سے وہ صدقہ و خیرات برباد ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: لا تبطلوا صدقاتكم بالمن و الأذى (الاية) یعنی تم اپنے کئے ہوئے صدقات کو احسان جتانے اور طعن وتشنیع کرنے سے ضائع مت کرو۔

یہ یا لفظ من سے ماخوذ ہے جو کہ قطع کے معنی میں آتا ہے۔ فلهم أجر غير ممنون (الاية) أي غير مقطوع۔ یعنی ان ایمان اور عمل صالح والوں کے لئے ختم نہ ہونے والا اجر ملے گا۔ اس اعتبار سے لفظ "منان" کا معنی قاطع الرحم اور جن تعلقات کو اللہ تعالیٰ نے ملانے کا حکم فرمایا ہے ان تعلقات کو قطع کرنے والوں کیلئے یہ وعید شدید مذکور ہے۔ مثلاً کوئی آدمی دو تین دن کسی رشتہ دار کے ساتھ حسن سلوک کرے اور کچھ عطیہ وغیرہ دے دے اور پھر ان کی طرف سے کوئی ناگواری دیکھے تو فوراً ان کیساتھ احسانات کا سلسلہ قطع کردے کہ یار اس نے تو مجھے سلام نہیں کیا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جب قسم کی کہ میں حضرت مسطحؓ کے ساتھ پھر کچھ مالی تعاون نہ کروں گا کیونکہ وہ بھی منافقین کا حضرت عائشہؓ پر تہمت لگانے میں لاشعوری طور پر کسی قدر شریک ہوا تھا۔ اس بارے میں قرآن کریم کی آیت نازل ہوئی اور اس قسم کی حرکت سے منع فرمایا: ولا يأتل اولوا الفضل منكم و السعة أن يؤتوا أولي القربى (الاية) یعنی خاندان مال ووسعت، تم میں سے قریبی رشتہ داروں کو عطیات وصدقات دینے سے قسم نہ کرے۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیقؓ روئے اور احسانات کا سلسلہ برقرار رکھا۔

حدثنا محمد بن رافع ثنا عبدالرزاق عن بشر بن رافع عن يحيى بن ابي كثير عن أبي مسلمة عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ " المؤمن غر كريم و الفاجر خب لئيم ... هذا حديث غريب لانعرفه إلامن هذا لوجه.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مومن سادہ لوح، سخی اور عزتمند ہوتا ہے۔ اور فاجر دھوکہ باز اور بخیل ہوتا ہے۔ یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے اس طریق کے علاوہ نہیں پہچانتے۔

غر: اس کا معنی ہے سادہ لوح۔ اور ایک اور روایت میں آتا ہے: أهل الجنة بله ''یعنی جنت والے بھی سادہ لوگ ہوتے ہیں۔ یعنی جو ہر کسی پر حسن ظن رکھتا ہے۔ اس کا دل پاک وصاف ہوتا ہے۔ خود مکار اور فریب گر نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کی چالاکیوں سے بھی ناواقف ہوتا ہے اس وجہ سے بسا اوقات دھوکہ کھاتا ہے۔

کریم: غر ساتھ کریم ملا کر اس طرف اشارہ فرمایا کہ مؤمن دونوں صفتوں کا جامع ہوتا ہے۔ یعنی اس میں جو سادگی ہوتی اور وہ جو لوگوں کے دھوکہ میں آتا ہے۔ یہ اس کے جہل کی وجہ سے نہیں بلکہ یہ اس وجہ سے ہے کہ وہ کریم، خوش اخلاق ہوتا ہے اور سخاوت طبع کی وجہ سے دنیوی امور اور معاملات میں تسامح اور چشم پوشی سے کام لیتا ہے۔ پس یہ اس کے کریمانہ اخلاق ہیں، اس کے جہل اور بے عقلی نہیں ہے۔

خب لئیم: یعنی فاجر دھوکہ باز اور بخیل و بداخلاقی ہوتا ہے۔ اس حدیث میں لفظ غر ' خب کی ضد ہے۔ اور لفظ کریم، لئیم کی ضد ہے۔ پس غر کا معنی ہے سادہ لوح، سادہ مزاج اور خب کا معنی ہے دھوکہ باز اور مفسد، خداع اور چالاک۔ اسی طرح کریم تمام حسنات کیلئے جامع لفظ ہے۔ اور لیئم تمام بری صفات کے لئے جامع ہے۔

باب ما جاء فی النفقه علی الأهل

اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنے کا بیان

حدثنا أحمد بن محمد ثنا عبدالله بن المبارک عن شعبة عن عدی بن ثابت عن عبدالله بن یزید عن أبی مسعود الانصاری عن النبی ﷺ قال: نفقة الرجل علی أهله صدقة...... وفی الباب عن عبدالله بن عمرو و عمر بن امیة و أبی هریرة...... هذه حدیث حسن صحیح.

ترجمہ: حضرت ابو مسعود انصاریؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''آدمی کا اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنا صدقہ ہے۔'' اس باب میں حضرت عبداللہ بن عَمر و اور عَمر و بن امیہ اور حضرت ابو ہریرۃؓ سے بھی روایات ہوئی ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اہل وعیال پر خرچ کرنا: اس روایت میں جناب رسول اللہ ﷺ نے یہ تنبیہ دی ہے کہ آدمی کا اپنے اہل و عیال پر خرچ کرنا صدقہ ہے۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل وعیال پر خرچ کرنے سے صدقہ کا ثواب اس وقت ملتا ہے جب کہ آدمی کی نیت ثواب اور صدقہ کی ہو۔ اور اس سے آخرت کے اجر کا طلب گار ہو ورنہ اپنے اہل و

عیال پر خرچ کرنا چونکہ دراصل اپنی استعداد کے مطابق واجب ہے۔ پس اگر اس کی نیت اجر وثواب حاصل کرنا نہ ہو تو پھر اس کے ذمہ سے واجب تو ساقط ہوگا لیکن صدقہ کا اجر وثواب اس کو نہ ملے گا۔

اپنے اھل وعیال پر حسب استعداد خرچ کرنا تمام مسلمانوں میں رائج ہے' اور وہ اس کو اپنے دستور کے مطابق اپنا عرفی' اخلاقی اور شرعی فریضہ سمجھتے ہیں اور شرعاً یہ اس پر واجب بھی ہے۔ اور اس میں کوتاہی کرنے سے وہ گنہگار ہوگا۔ لیکن حدیث پاک میں اس کو صدقہ کہنے سے اس بات کی تنبیہ ہوتی ہے کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ اس واجب کو ادا کرنے سے ان کو اجر نہیں ملے گا۔ کیونکہ یہ بھی صدقہ ہے بلکہ نفلی صدقہ سے بہتر ہے۔ اس وجہ سے آنے والی روایت میں اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنے والے دینار کو بہتر دینار کہا گیا ہے۔ اور شریعت مقدسہ میں اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنے کو صدقات پر مقدم رکھا گیا ہے۔ لیکن اس میں یہ بات ضروری ہے کہ مسلمان اس کو صدقہ اور ثواب کا کام سمجھ کرے کہ اہل وعیال اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اور ان پر خرچ کرنا میرا مذہبی فرض ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس سے صدقہ وخیرات کا اجر بھی عطا فرماتا ہے۔......اس معاملہ میں اب صرف اصلاح نیت کی ضرورت ہے جب صدقہ وثواب کی نیت سے کوئی مسلمان اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتا رہے۔ تو اپنی زندگی میں اپنا شرعی اور اخلاقی فریضہ ادا کرنے کے ساتھ مفت میں لاکھوں کروڑوں صدقات کا اجر وثواب بھی حاصل کرے گا۔

حدثنا قتيبة ثنا حماد بن زيد عن ايوب عن ابى قلابة عن ابى اسماء عن ثوبان عن النبى ﷺ قال: أفضل الدينار دينار ينفقه الرجل على عياله' ودينار ينفقه الرجل على دابته فى سبيل الله۔ و دينار ينفقه الرجل على اصحابه فى سبيل الله' قال ابو قلابة بدأبالعيال ' ثم قال: وأى رجل أعظم أجرا من رجل ينفق على عيال له صغار يعفهم الله به ويغنيهم الله به" هذا حديث حسن صحيح

ترجمہ: حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ نے فرمایا: سب سے بہتر دینار وہ دینار ہے جسے کوئی آدمی اپنے عیال پر خرچ کرتا ہے' اور وہ دینار ہے جو کوئی اپنے دابہ پر اللہ کی راہ میں خرچ کرے اور وہ دینار ہے جسے آدمی اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے ساتھیوں پر خرچ کرے۔ حضرت ابو قلابہؒ نے فرمایا کہ (اس حدیث میں) سب سے پہلے اہل وعیال کا ذکر فرمایا ہے اور پھر ابو قلابہ نے فرمایا کہ اس آدمی سے زیادہ بڑا اجر حاصل کرنے والا کون ہوگا' جو کہ اپنے چھوٹے اہل وعیال پر خرچ کرتا ہے' (اور) اسی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کا احتیاج ختم فرماتا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے

توضیح وتشریح: اس حدیث میں انفاق کے بعض مصارف کی نشاندہی کر کے اس میں مال لگانے کی ترغیب دی گئی ہے۔ اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنا' جہاد کی نیت سے گھوڑا وغیرہ پال کر اس پر خرچ کرنا۔ اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے ساتھیوں پر خرچ کرنا یہ تین مواقع مال لگانے کے بہترین مصارف ہیں۔ اور ان تینوں میں سب سے پہلے اہل

وعیال پر خرچ کا ذکر فرمایا۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان تین مصارف میں بھی پہلا مصرف سب سے زیادہ بہتر ہے۔ یعنی اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنا سب سے زیادہ اجر وثواب کا باعث ہے۔ایک حدیث میں آیا ہے کہ وابدأ بمن تعول :یعنی انفاق میں سب سے پہلے اپنے اہل وعیال پر شروع کرو۔حاصل یہ کہ اپنے اہل وعیال بیوی بچوں پر خرچ کرنا آدمی کے ذمہ فرض ہے۔ان کو اس طرح نان ونفقہ دیئے بغیر چھوڑنا کہ وہ دوسروں سے سوال کرنے یا ناجائز ذرائع معاش اختیار کرنے پر مجبور ہو جائیں اور اس حالت میں دوسرے مصارف خیر میں مال لگانا شرعاً غلط ہے' پہلے اپنے اہل وعیال کی ضروریات پوری کر کے اسکے بعد حسب استعداد پوری فیاضی کیساتھ دوسرے مصارف میں مال لگانا چاہیے۔

دابہ پر خرچ کرنا: دوسرے نمبر پر اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے پالے ہوئے گھوڑے پر خرچ کرنا زیادہ اجر وثواب کا باعث ہے۔اس زمانے کے اعتبار سے جہاد کے لئے گھوڑوں کی اہمیت بہت زیادہ تھی اور اس زمانے میں کوئی آدمی دین اسلام کے تحفظ کے لئے جدید اسلحہ' مثلاً کلاشنکوف' راکٹ لانچر' ٹینک' ایٹم بم' اور میزائل وغیرہ بنانے میں مال لگائے تو اس کو بھی اللہ تعالیٰ یہ اجر عطا فرمائے گا' اور یہ چیزیں مال لگانے کے بہترین مصارف میں سے ہے۔

اللہ کی راہ میں ساتھیوں پر خرچ کرنا: بہتر مال وہ ہے جو کوئی آدمی اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنے ساتھیوں پر خرچ کرے۔مثلاً علم دین سیکھنے والے طلبہ کرام جو ہیں یہ سب اللہ کی راہ میں ہے۔ایک ہی دارالعلوم میں ہونے کی حیثیت سے یا ایک ہی درجے میں پڑھنے والے' پھر بالخصوص ایک ہی کمرے میں رہنے والے ایک دوسرے کے ساتھی ہیں۔کسی ایک طالب علم کو اللہ تعالیٰ نے وسعت دی ہے تو اس کیلئے اللہ کی راہ میں مال لگانے کیلئے بہترین مصرف یہ ہے' کہ اپنے طالب علم ساتھیوں پر خرچ کریں خصوصاً جو ساتھی غریب اور نادار ہو اس کے ساتھ حصول علم کے مصارف میں مالی تعاون کرنا صدقہ جاریہ اور بہت ہی اجر وثواب کا کام ہے۔

اسی طرح جہاد میں جانے والے ساتھی خواہ فوجی ہوں یا رضا کار مجاہدین' ان کا اپنے ساتھیوں پر خرچ کرنا' کسی ساتھی کے لئے سفر جہاد کی ضروریات مہیا کرنا' تاکہ وہ غربت اور ناداری کی وجہ سے جہاد میں جانے سے نہ رک جائے' بہت ہی بڑے درجے کی قربانی اور اجر وثواب کا باعث ہے۔اسی طرح دعوت تبلیغ کے نام پر جو محنت ہو رہی ہے اس محنت کے لئے تبلیغی سفر کے لئے نکلنا بھی خروج فی سبیل اللہ ہے۔اور جماعت کے ساتھیوں پر خرچ کرنا' اپنے خرچ سے کسی کو تبلیغ میں لے جانا اور تبلیغی سفر کی ضروریات کو پوری کرنا یہ بھی صدقہ جاریہ اور بہت بڑے ثواب کا کام ہے۔اور کوئی اجتماعی اور دینی مقاصد کے لئے کوئی جلسہ منعقد ہوا ہو' دین اسلام کے تحفظ اور سربلندی کی خاطر اس میں شرکت کرنا اور کسی دوسرے ساتھی کو اپنے خرچ سے لے جانا بھی یہی حکم رکھتا ہے' یہ تمام صورتیں مال لگانے کے بہترین مصارف ہیں۔عام مصارف کے بنسبت ان مذکورہ مصارف میں مال لگانے سے زیادہ اجر وثواب ملے گا۔